Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 7, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

Research Article

نفیسہ نذیر
پی ایچ ڈی اسکالر، مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر محمد وسیم انجم
صدر شعبہ اُردو، مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد

شمالی علاقہ جات کے ادبی سفر ناموں میں ماحولیاتی پہلوؤں کا تنقیدی جائزہ

Nafeesa Nazeer
PHD Scholar, MY University, Islamabad
Dr, Muhammad Waseem Anjum
Head of the Department of Urdu, MY University, Islamabad

Received: Jan 04, 2026
Accepted: Feb 15, 2026
Published: Mar 30, 2026

Critical Analysis Of Environmental Aspects In Literary Travelogues Of The Northern Areas

This study presents a critical analysis of the environmental aspects in literary travelogues of the Northern Areas. The primary objective is to explore how these travel narratives depict the relationship between nature, environment, and human life, and to what extent the authors highlight environmental changes, the use of natural resources, and their impact on local culture. The scenic valleys, snow-covered mountains, and crystal-clear lakes of the Northern regions are not portrayed merely as aesthetic landscapes; rather, the associated such as global warming, environmental issues are also discussed deforestation, and tourism pressure from a critical perspective. Through the analysis of selected Urdu travelogues, this study demonstrates that writers not only appreciate the beauty of nature but also emphasize the need for its preservation. Consequently, it can be argued that travel literature of the Northern Areas plays a significant role in raising environmental awareness and encourages readers to adopt eco-friendly attitudes.

Keywords: Northern Areas, Travelogues, Environmental Criticism, Nature, Climate Change, Tourism, Culture, Environmental Awareness

کلیدی الفاظ: شمالی علاقہ جات، ادبی سفر نامے، ماحولیاتی تنقید، فطرت، ماحولیاتی تبدیلی، سیاحت، ثقافت، ماحولیاتی شعور

شمالی علاقہ جات کے ادبی سفر ناموں میں ماحولیاتی پہلو نہایت اہمیت کے حامل ہیں جہاں فطرت کے مختلف عناصر پہاڑ، دریا، جھیلیں، نباتات اور حیوانات نہ صرف حسنِ فطرت کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ ایک مکمل ماحولیاتی نظام کی عکاسی بھی کرتے ہیں۔ ان سفر ناموں میں مصنفین قدرتی مناظر کو محض بیان نہیں کرتے بلکہ ان کے باہمی ربط، اثرات اور انسان کے ساتھ تعلق کو بھی واضح کرتے ہیں جس سے ماحولیات کی معنویت اور اس کے توازن کی اہمیت سامنے آتی ہے۔

۔ماحولیات اور قدرتی آبی مناظر:

شمالی علاقہ جات کے سفر ناموں میں پانی کو بنیادی ماحولیاتی عنصر کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو زمین کی سرسبزی، خوبصورتی اور حیات کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ مجید میں بھی پانی کو زندگی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماحولیات میں اس کی حیثیت مرکزی ہے۔

"اور آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر اس سے زمین کو اس کی مردنی کے بعد زندہ اور شاداب کر دیتا ہے۔"1

اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے اور اسی پانی کے ذریعے مردہ اور بنجر زمین کو نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ جو زمین پہلے خشک، بے رونق اور ویران ہوتی ہے، بارش کے بعد سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے، اس میں پودے اُگنے لگتے ہیں اور ہر طرف زندگی کی تازگی اور رونق لوٹ آتی ہے۔ یہ منظر قدرت کی رحمت اور اس کے نظامِ حیات کی خوبصورت عکاسی کرتا ہے، جو انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ بارش، دریا اور جھیلیں زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں اور نباتات و حیوانات کی نشوونما کا سبب بنتے ہیں۔

پانی نہ صرف جانداروں کی زندگی کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ زمین کے ماحولیاتی نظام کو متوازن رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بحر و بر دریا، جھیلیں بارش کے ذریعے زمین کو سرسبز رکھتی ہیں، فصلیں اگتی ہیں اور ماحولیاتی توازن برقرار رہتا ہے۔ اگر پانی کی کمی ہو جائے تو نہ صرف زندگی متاثر ہوتی ہے بلکہ پورا ماحول عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے، اس لیے ہمیں پانی کی قدر کرنی چاہیے اور اسے ضائع ہونے سے بچانا چاہیے۔ محمد اظہار الحق اسی متعلق رقم طراز ہیں:

"پانی پہ اٹھائی گئی بنیاد ہماری

مٹی سے بنائے گئے اجسام ہمارے" 2

مصنفین بھی اسی حقیقت کو نمایاں کرتے ہیں کہ پانی کے بغیر نہ صرف زندگی ممکن نہیں بلکہ ماحولیاتی توازن بھی برقرار نہیں رہ سکتا۔

اسی تناظر میں عبدالسلام ناز کا سفر نامہ "محاذ کی جانب" سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

لداخ سیکٹر کے خوبصورت مظاہر فطرت کے متعلق عبدالسلام ناز کے بقول

"لداخ سیکٹر میں شاہین کیمپ کا علاقہ تو حد درجہ خوبصورت اور وسیع آبادی کے لیے موضوع تھا کیونکہ یہاں نہ تو پانی کی کمی تھی اور نہ ہی کوئی اور مسئلہ تھا یہاں تک پہنچنے کے لیے روڈ بھی بنا ہوا تھا جس طرح لوگ آزاد کشمیر، استور اسکردو اور مری کے بلند والا پہاڑوں کے دامن میں رہ سکتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ یہاں آبادی کا وجود قائم کرنے سے بھی زندگی رواں دواں ہو سکتی ہے۔"3

کسی بھی علاقے میں انسانی آبادی کے قیام کا دارومدار اس کے ماحولیاتی حالات پر ہوتا ہے۔ لداخ سیکٹر میں شاہین کیمپ کا علاقہ قدرتی وسائل کے لحاظ سے موزوں دکھائی دیتا ہے جہاں پانی کی دستیابی، قابلِ رسائی راستے اور سازگار جغرافیائی حالات موجود ہیں۔ یہ عناصر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اگر ماحول متوازن اور وسائل میسر ہوں تو بنجر یا غیر آباد علاقے بھی انسانی رہائش کے قابل بن سکتے ہیں۔

"استور وادی کے بلند و بالا کوہساروں، ندی نالوں، کھیتوں اور کھلیانوں سبزہ زاروں جھرنوں اور خوش منظروں نے میرا دل موہ لیا تھا۔ میں ابھی قدرت کے اس عظیم شاہکار کی طرف منتف ہی ہوا تھا۔ زمین اس جنت نظیر ٹکڑے کے ساتھ ابھی میرا رشتہ ٹھیک سے منسلک بھی نہیں ہو سکا تھا کہ مجھے وقت کے فرعونوں اور نام نہاد ملاؤں کے گٹھ جوڑ اور اندرونی سازشوں کی وجہ سے ابھی ابھی پیوست ہونے والے رشتے سے منقطع کر دیا گیا۔"4

استور وادی کے بلند پہاڑ، ندی نالے، سرسبز کھیت اور جھرنے ایک دلکش قدرتی منظر پیش کرتے ہیں جو فطرت کی خوبصورتی اور ہم آہنگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ماحول انسان کے دل و دماغ پر گہرا اثر ڈالتا ہے اور اسے فطرت کے قریب لے آتا ہے۔ تاہم بعض سماجی و سیاسی عوامل اس قدرتی اور انسانی رشتے میں رکاوٹ بھی بن جاتے ہیں جس سے یہ تعلق مکمل طور پر قائم نہیں رہ پاتا۔

2۔آبی و زمینی جاندار اور ماحولیاتی توازن:

ان سفر ناموں میں مختلف جانداروں کا ذکر بھی کثرت سے ملتا ہے، جو ماحول کے توازن میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پرندے، جانور اور آبی حیات سب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور ایک مربوط نظام تشکیل دیتے ہیں۔ نقل مکانی کرنے والے پرندے، پہاڑی علاقوں کے جانور اور ندیوں میں پائی جانے والی مچھلیاں اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ ہر جاندار اپنے ماحول کے مطابق ڈھل کر اپنی بقا کو یقینی بناتا ہے۔

"ہمارے دو قائم ہیں وہ پرندے ہوں جو سائبیریا کے سرد موسم سے نقل مکانی کر کے آئے ہوں خشک خطوں کی طرف آئے ہوں اور یہاں پہنچے ہیں تو یہاں بھی وہی برف موسم ہے اور اب حیران بیٹھے ہیں ان میں ایک پرندہ میرا ہے سلیٹی رنگ کا ہے۔ اس لیے کہ اس میں قیام کرنے والا بھی سلیٹی رنگ کا ہو چکا تھا اس کے مان میں جو پرندہ تھا اس کی آتشی سرخ لمبی دم جڑ چکی تھی اور جو چونچ تیز اور سبز رنگ کی تھی وہ کند ہو چکی تھی کبھی ٹھونگا مارنے سے کہیں ڈونگا مارنے سے دکھتی تھی اور دوسرا دوسرا پرندہ دکھتے نیلے

رنگ کا تھا اس لیے کہ اس میں وسیر اکرنے والوں کے من میں جو پرندے تھے ان کے پروں کے رنگ جوانی کی تیز بھٹی میں ابھی بھی پختہ اور چمکیلے ہوئے تھے وہ پتھر کو بھی چونچے مارنے سے باز نہیں آتے تھے۔"5

مصنف ماحولیات کے مختلف اجزاء اور ان کی اہمیت کو نہایت خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔ یہ علاقہ قدرتی تنوع کا حسین نمونہ ہے جہاں ٹیلے، ندی نالے، رنگ برنگے پھول، خوشبودار گھاس اور مفید جڑی بوٹیاں ایک متوازن ماحولیاتی نظام تشکیل دیتی ہیں۔ یہاں ریچھ، بھیڑیے، لومڑیاں، خرگوش اور ندیوں میں پائی جانے والی ٹراؤٹ مچھلیاں اس بات کی علامت ہیں کہ ہر جاندار اپنے مخصوص دائرۂ حیات میں رہتے ہوئے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ یوں ہوا، پانی، زمین اور نباتات کے باہمی ربط سے ایک ایسا مربوط نظام قائم رہتا ہے جو ماحول کی بقا اور توازن کے لیے نہایت ضروری ہے۔

شمالی علاقہ جات کے سفر نامے انسان اور ماحول کے باہمی تعلق کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ مصنفین اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انسان فطرت کا حصہ ہے اور اس سے الگ ہو کر اپنی بقا قائم نہیں رکھ سکتا۔ پہاڑوں کی بلندی، ہوا کی شفافیت، پانی کی روانی اور زمین کی زرخیزی انسان کو نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی سکون بھی فراہم کرتی ہے۔

3۔ مذہب اور ماحولیات: تعلیمات، فطری توازن اور روحانی رشتہ:

ماحولیات کے مطالعے میں مذہب ایک بنیادی عنصر کے طور پر سامنے آتا ہے کیونکہ انسانی شعور، اخلاقی رویے اور طرزِ زندگی کی تشکیل میں مذہب کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ مختلف مذاہب فطرت کو محض مادی حقیقت نہیں بلکہ ایک مقدس امانت سمجھتے ہیں۔ اسی لیے انسان اور ماحول کے درمیان تعلق کو اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر استوار کیا جاتا ہے۔

اسلام میں اس تعلق کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآنِ پاک میں زمین، پہاڑوں، پانی اور نباتات کو اللہ کی نشانیاں قرار دے کر انسان کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے، جس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ کائنات کا ہر عنصر ایک منظم نظام کا حصہ ہے:

"اور وہی ہے جس نے گولائی کے باوجود زمین کو پھیلایا اور اسی میں پہاڑ اور دریا بنائے۔"6

یہ تصور انسان کو ماحول کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اسی طرح صفائی، اعتدال اور وسائل کے محتاط استعمال کی تعلیم بھی ماحولیاتی تحفظ سے جڑی ہوئی ہے۔

"رسول ﷺ وضو کرتے تھے ایک مد سے اور غسل ایک صاع سے۔"7

یہ تعلیم نہ صرف سادہ طرزِ زندگی کی عکاسی کرتی ہے بلکہ پانی جیسے قدرتی وسائل کے تحفظ کی بھی عملی مثال ہے۔

دیگر مذاہب میں بھی فطرت کے ساتھ روحانی تعلق موجود ہے، جہاں ایک ہی منظر مختلف عقائد کے مطابق مختلف معانی اختیار کر لیتا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ اس تنوع کو یوں بیان کرتے ہیں:

"اگر شمالی جن علاقہ جات کی مختلف وادیوں کی سیاحت کی جائے تو ہمیں قدرت کے حسین مناظر تو دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن وہاں پر متنوع مذاہب کی مشق کرتے ہوئے لوگ بھی ملتے ہیں۔۔۔ایک ہندو۔۔۔ایک یہودی۔۔۔اور کسی کے لیے وہ محض برف تھی۔۔۔"8

ماحول ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہر فرد اپنے عقیدے اور داخلی کیفیت کے مطابق معنی تلاش کرتا ہے۔ یوں مذہب نہ صرف ماحول کو معنویت دیتا ہے بلکہ انسان کو اس کے ساتھ ایک گہرا روحانی رشتہ قائم کرنے میں مدد دیتا ہے۔

"کالاش" سفر نامہ تارڑ کا ایک ڈرامائی سفر نامہ ہے جو کہ مختلف اقساط پر مشتمل ہے اور ہر قسط میں کردار بدلتے ہیں۔ بشارہ جو سفر نامے کا ایک کردار ہے ابدیت کے پہلو کو اس طرح نمایاں کرتا ہے۔

"بشارہ مرنے سے نہیں ڈرتا گوگی پیر جسے قدرت کے اس کھیل میں یہ جاں ہیں۔ پرندے ہیں مچھلیاں ہیں اور مینڈک ہیں جو آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ایسے ہم ہیں ہم نے بھی جانا ہے تو بشارہ نہیں پھرتا آپ نے یہ نہیں کیا۔ گوگی پیر ہم آپ کو اچھا آدمی سمجھتا تھا اور آپ یہاں سے ہماری قبرستان سے کھوپڑیاں اور ہڈیاں چراتا ہے۔" 9

زندگی اور موت کے حوالے سے انسان میں فطری طور پر خوف پایا جاتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ موت ایک اٹل اور قدرتی عمل ہے جس سے کوئی بھی مخلوق بچ نہیں سکتی۔ جب انسان اس حقیقت کو تسلیم کر لیتا ہے تو وہ زندگی کو زیادہ شعور اور ذمہ داری کے ساتھ جینے لگتا ہے۔ مذہبی تعلیمات بھی یہی درس دیتی ہیں کہ دنیا عارضی ہے اور اصل کامیابی اچھے اعمال میں ہے جو انسان کی رہنمائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ماحولیاتی نقطۂ نظر سے ہر جاندار چاہے پرندے ہوں، مچھلیاں یا دیگر مخلوقات اپنا ایک مخصوص کردار ادا کرتے ہوئے قدرتی توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسان اس نظام کو سمجھتے ہوئے زمین کو ایک امانت سمجھے اور اس کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کرے تاکہ زندگی کا یہ حسین توازن برقرار رہ سکے۔

ہر سفر نامہ نگار نے مذہب کو اپنے مخصوص زاویۂ نظر اور اسلوب میں پیش کیا ہے۔ اگرچہ بنیادی فکر اور پیغام میں یکسانیت پائی جاتی ہے، تاہم بیان کا انداز، لفظوں کا انتخاب اور تجربے کی نوعیت اسے منفرد بنا دیتی ہے۔ اسی تناظر میں مستنصر حسین تارڑ نے مذہبی پہلو کو ایک خاص فکری اور مشاہداتی انداز میں بیان کیا ہے جبکہ عبدالسلام ناز نے اسی موضوع کو مختلف طرزِ اظہار کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اگرچہ مذہب انسان کو توازن، اعتدال اور ہم آہنگی کا درس دیتا ہے مگر جب اسے ذاتی مفادات کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ اپنے اصل مقصد سے ہٹ کر معاشرتی اور ماحولیاتی بگاڑ کا سبب بن جاتا ہے۔ عبدالسلام ناز اپنے سفر نامے میں اس تضاد کو نمایاں کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ بعض مذہبی افراد ظاہری طور پر دین کی پیروی کرتے ہیں مگر عملی طور پر اس کی روح سے دور ہوتے ہیں:

"شرعی داڑھی اپنے چہرے پر سجا کر۔۔۔ معلم اور نام نہاد ملا اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل اور اپنے اندر میرے خلاف برپا انتقام کی آگ بجھانے کی خاطر میرا تبادلہ اپنے طے کردہ اسٹیشن میں کرنے کی سازش میں کامیاب ہوں گے۔" 10

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت دونوں کے معاملات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ تاہم عبدالسلام ناز کے سفر نامے میں یہ پہلو بھی سامنے آتا ہے کہ کچھ مذہبی حلقوں کی طرف سے مذہبی تعلیمات، اسوۂ حسنہ اور سنتِ نبوی ﷺ کے احترام کے دعوؤں کے باوجود عملی سطح پر تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض مواقع پر یہ رویہ ذاتی یا دنیاوی مفادات کو ترجیح دینے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جو معاشرتی نظم و ضبط اور فکری ہم آہنگی کو متاثر کر سکتا ہے۔ اس طرح کے مناظر نہ صرف اخلاقی سوالات کو جنم دیتے ہیں بلکہ معاشرتی اور ماحولیاتی توازن پر بھی بالواسطہ اثر ڈال سکتے ہیں کیونکہ کسی بھی معاشرے کی فکری اور اخلاقی صحت اس کے اجتماعی رویوں سے جڑی ہوتی ہے۔ ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں:

"چہرے پر لمبی سی داڑھی سجا کر پائنچے ٹخنوں سے اوپر کر کے اور۔۔۔ چند سنتیں زندہ کر کے اور ایک فرض پورا کرنے کے بعد اسلام کے دیگر امور سے بری ذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کو اپنی خواہشات کے عین مطابق ڈھال لیں یا اس کا رخ اپنے فوائد کی طرف بدل دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔" 11

سلمٰی اعوان کی تحریروں میں بھی ایک اہم پہلو قدرت اور مذہبی و روحانی احساسات کا باہمی ربط پایا جاتا ہے جہاں وہ فطرت کے مناظر کو محض جمالیاتی انداز میں ہی نہیں بلکہ ایک بامعنی اور فکری تناظر میں بھی پیش کرتی ہیں۔ اس طرح ان کے سفر نامے قاری کو نہ صرف فطرت کی دلکشی سے روشناس کراتے ہیں بلکہ انسان، قدرت اور عقائد کے درمیان موجود گہرے تعلق کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔

"درختوں کی چھاؤں تلے وہ مرد مجاہد ابدی نیند سو رہا تھا۔ مزار کے اوپر والے حصے میں پھول بوٹے۔ سرہانے کتبہ اور اس کے ساتھ عربی عبارت والا لوہے کا ایک بڑا سا ڈبا تھا۔ قبر کے تین شیپ تھے۔ سرانے کھڑے ہو کر میں نے گیلی آنکھوں کے ساتھ فاتحہ پڑھی۔ احاطے میں دیگر قبروں کے لیے دعائے خیر کی اور وہ بوجھل دل کے ساتھ باہر نکلی۔ میرا دل اس قومی بے حسی پر شکوہ کناں تھا۔ شاہ اسماعیل شہید کا مزار چوک اسماعیل شہید سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی پہاڑی پر تھا جہاں جانے کے لیے مجھے سواری لینا پڑی۔" 12

مزید برآں، انسانی اعمال اور قدرتی ماحول کے درمیان تعلق کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب انسان اخلاقی اصولوں سے انحراف کرتا ہے تو اس کے اثرات اجتماعی سطح پر ظاہر ہوتے ہیں:

"اور جب کوئی قوم بے ضمیر ہو جاتی ہے..." 13

یہ تصور اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قدرتی نظام اور انسانی رویے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ شمالی علاقہ جات میں فرقہ وارانہ کشیدگی اس عدم توازن کی ایک عملی مثال ہے جہاں مذہبی اختلافات نے نہ صرف سماجی روابط کو متاثر کیا بلکہ ماحول کے سکون کو بھی محدود کر دیا:

"فرقہ وارانہ تفریق نے دلوں کے ساتھ ساتھ زمینی راستوں کی تقسیم بھی یقینی بنا دی ہے۔" 14

مذہب اور ماحولیات کا تعلق دو طرفہ اور نہایت گہرا ہے۔ ایک طرف مذہب انسان کو فطرت کے احترام، اعتدال اور ذمہ داری کا درس دیتا ہے، جبکہ دوسری طرف اس کا غلط استعمال سماجی اور ماحولیاتی بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔

4۔ ماحولیات، رسم و رواج اور عقائد و نظریات:

ماحولیات اور اس کے تحفظ میں عقائد اور رسم و رواج بنیادی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ انسانی رویّوں کو براہِ راست متاثر کرتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں یہی عناصر افراد کو یہ سکھاتے ہیں کہ فطرت کے ساتھ کس طرح توازن قائم رکھنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی روایات میں درختوں، دریاؤں اور جانوروں کو احترام دیا جاتا ہے۔ یہ رویّے نہ صرف ماحولیاتی شعور کو بیدار کرتے ہیں بلکہ آنے والی نسلوں میں بھی منتقل ہوتے ہیں۔ یوں عقائد اور رسم و رواج ایک غیر محسوس مگر مؤثر قوت کے طور پر ماحول کے تحفظ میں کردار ادا کرتے ہیں۔

انسانی معاشروں کی تشکیل میں ماحول کے ساتھ ساتھ تاریخی اور نسلی شعور بھی شامل ہوتا ہے۔ ہر قوم اپنی ابتدا، عقائد اور روایات کے ذریعے اپنی شناخت قائم کرتی ہے۔ یہی شناخت ان کے رسم ورواج اور ماحول سے تعلق کو مضبوط بناتی ہے۔ کیلاش کے لوگوں میں اپنی اصل اور نسل کے بارے میں مختلف نظریات اس بات کی دلیل ہیں کہ انسانی شعور میں تاریخ اور ماحول دونوں شامل ہوتے ہیں۔اسی متعلق سلمیٰ اعوان کے بقول

"ہمارے آغاز کے بارے میں وہ یوں گویا ہوئے۔ ہمارے بارے میں بے شمار آرا ہیں چند زیادہ مستند ہیں "جنیبی" نے ہماری اصل دراوڑ کی اس شاخ سے جوڑی ہے جو ابتدا میں مہاندیو کے ماننے والے چینی تھے۔ ہماری مرن جیون کی رسومات قدیم اسرائیلیوں سے بھی ملتی ہیں۔ چند مصنفوں نے مغربی افریقہ کی ایک قوم "چوس" سے ہمارا ناتہ جوڑا ہے۔ کچھ کا کہنا ہے کہ ہمارے جد امجد یونانی تھے جو سکندر اعظم کے ساتھ آئے تھے اور پھر یہیں رہ گئے۔ چند جرمنوں نے ہمیں آریاؤں کی اولاد بھی ثابت کیا ہے۔ کلاشیوں کی اکثریت اپنے آپ کو صیام تھائی لینڈ سے وابستہ کرتی ہے کیونکہ ہمارے مذہبی گیتوں میں سیام کا ذکر ملتا ہے۔" 15

کیلاش کی وادیاں اپنی ثقافت، رسم ورواج اور فطری حسن کے امتزاج کی وجہ سے منفرد حیثیت رکھتی ہیں۔ یہاں فطرت اور انسانی زندگی ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ تہوار، لباس، رقص اور مذہبی رسومات اس ہم آہنگی کو مزید مضبوط کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ علاقے نہ صرف ثقافتی بلکہ ماحولیاتی لحاظ سے بھی اہم ہیں۔

سلمیٰ اعوان کیلاش کے تہذیبی ورثے ثقافت عقائد اور رسم ورواج کے متعلق یوں بیان کرتی ہیں:

"مجھے دکھ تھا کہ کیلاش کی وادیاں اپنے قدیم تہذیبی ورثے سے اپنے عقائد رسوم اپنی پراسراریت اپنے انوکھے رنگوں رنگوں اور پر بہار تہواروں سے اندرون اور بیرون ملک سیاحوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہیں کیا تھا جو سڑکوں کا ناک نقشہ ذرا ڈھنگ کا ہو جاتا۔" 16

قدیم نقوش اور تاریخی آثار بھی ماحول اور انسانی تعلق کی عکاسی کرتے ہیں۔ پتھروں پر کندہ تصاویر اس بات کا ثبوت ہیں کہ ماضی کے انسان اپنی زندگی، شکار اور ماحول کو محفوظ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ نقوش نہ صرف فن ہیں بلکہ ایک تاریخی دستاویز بھی ہیں۔

"میرے سامنے تھلپن کا میدان پھیلا ہوا تھا۔ دریائے سندھ کے کناروں پر پڑے بڑے بڑے پتھروں پر ایسی کندہ کاری تھی جو زمانے گزر جانے کے بعد بھی ہنوز روزِ اول طرح نمایاں تھی۔۔۔ جانوروں میں مارخور اور پہاڑی بکروں کی تصویریں تھیں پر تھپن سپاہی ان جانوروں کا شکار کرتے نظر آتے تھے، کہیں گڈریے بھیڑ بکریاں چرا رہے تھے، ایسی تصویریں پیرو کے جنوبی صحرا نازکا اور پالپا کے قصبوں میں بھی سینکڑوں مربع میل کے رقبے پر مشتمل خشک سطح مرتفع میں پائی گئی ہیں۔" 17

کیلاش کے تہوار اور مذہبی رسومات فطرت کے ساتھ گہرے روحانی اور ثقافتی تعلق کی علامت ہیں۔ ان تقریبات میں رقص، موسیقی اور اجتماعی شرکت صرف خوشی کا اظہار نہیں بلکہ ایک روحانی وابستگی اور اجتماعی ہم آہنگی کی صورت بھی اختیار کرتی ہے۔ اس طرح یہ رسومات نہ صرف انسانی جذبات کو ابھارتی ہیں بلکہ ماحول کو ایک مقدس اور بامعنی حیثیت بھی عطا کرتی ہیں۔

کیلاشی لوگوں کے رسم ورواج اور مذہبی عبادات نہایت دلکش اور اثر انگیز ہیں۔ ان میں کیلاش کا روایتی رقص خصوصی اہمیت رکھتا ہے جو نہ صرف اس خطے کے ماحول کو ایک منفرد شناخت دیتا ہے بلکہ مقامی لوگوں کی معاشرتی زندگی، روزگار اور خوشی وسکون کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ یہاں کے لوگ اس رقص کو محض تفریح نہیں بلکہ عبادت کا درجہ دیتے ہیں جس سے ان کے عقائد، فطرت اور ماحول کے درمیان گہرا تعلق واضح ہوتا ہے۔ سلمیٰ اعوان کے سفر نامہ سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"اس ٹھنڈے ٹھنڈے سے چال چلاؤ دھیرے دھیرے ڈھول اڑاتے آگے پیچھے جاتے پاؤں اور ہو ہو کی آوازوں والے رقص جس کی چاروں گھونٹ دھوم تھی اور جسے دیکھنے کے لیے دم نکلا جاتا تھا گو دیکھ کر قدرے مایوسی ہوئی تھی اس کا کیلاشی لڑکے کی بات دل کو لگی تھی جس نے نیچے سے آنے والے لڑکوں کی لوفرانہ حرکات پر سیخ پا ہو کر کہا تھا یاد رکھیں یہ ہماری عبادت ہے۔" 18

سفر نامے میں چترال کے لوگوں کے معمولات زندگی، رسم ورواج اور تہواروں کا احاطہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ چترال کے مرد اور خواتین کیسے اپنے تہواروں کو مناتے اور اپنے پیاروں، مویشیوں کی حفاظت کے لیے کیا تدابیر اختیار کرتے ہیں۔

"سردیوں کی طویل، اداس اور گھروں میں محدود رہنے والی مدت کے بعد جب ڈھول کی گونج سنائی دیتی ہے اور ڈھولچی مخصوص رسم کی ادائیگی کے لیے لوگوں کو بلاتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے زندگی دوبارہ لوٹ آئی ہو۔ وادی جاگ اٹھتی ہے، مرد اور عورتیں جنگلوں کا رخ کرتے ہیں تاکہ بیشا کے پیلے پھول اور اخروٹ کی ہری شاخیں اکٹھی کریں۔ اس دوران ایک روایت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ عورتیں پھولوں کو ہاتھ نہیں لگاتیں اور مرد سبز شاخوں کو نہیں چھوتے۔" 19

تہذیب وثقافت اور جغرافیہ کسی بھی ماحول کے بنیادی عناصر ہیں جو وہاں بسنے والے لوگوں کے طرزِ زندگی، رسم ورواج اور معاشرتی رویّوں کو متعین کرتے ہیں۔ کسی بھی خطے کی حقیقی تصویر اس وقت ابھرتی ہے جب اس کے جغرافیائی حالات کے ساتھ ساتھ اس کی ثقافتی اور تہذیبی خصوصیات کو بھی کماحقہ بیان کیا جائے۔ اگر یہ عناصر تحریر میں مناسب انداز سے شامل کیے جائیں تو وہ تحریر محض بیان نہیں رہتی بلکہ ایک شاہکار کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

مستنصر حسین تارڑ کے سفر ناموں میں یہ پہلو نمایاں طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ وہ اپنی فکری بصیرت اور مشاہدے کی گہرائی کے ذریعے کسی بھی خطے کے ماحول، اس کے قدرتی مناظر اور انسانی زندگی کا باریک بینی سے جائزہ لیتے ہیں۔ وہ وہاں کے رسم و رواج، عقائد، زبان، مذہبی رجحانات اور پیشوں کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ قاری کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ خود اس خطے کے لوگوں کے درمیان موجود ہو اور ان سے براہِ راست مکالمہ کر رہا ہو۔

"ہمارا دادا اس وادی میں ٹھہر گیا اور کاشتکاری شروع کر دی ایک روز ہمارا دادا کھیت میں کام کر رہا تھا اور اس کے بعد گھر میں اس کی بیوی خدیجہ کے پاس ایک بزرگ آیا۔ اس کے پاس ایک بھیڑ تھی بزرگ نے اس کو دعا دی اور کہا کہ تم اس بھیڑ کی قربانی کرو تو تمہارے ہاں اولاد آئے گی۔ وہ بھیڑ قربان کیا تو پھر اس کی برکت سے ان کی بہت اولاد ہوئی ہم سب شمشالی ان کی اولاد ہیں۔"20

مستنصر حسین تارڑ کے سفر ناموں میں شمالی علاقہ جات کی مقامی و علاقائی ماحولیات، تہذیب و ثقافت اور قدرتی مناظر کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ وہ اس خطے کے ہر گوشے سے واقفیت رکھتے ہوئے وہاں کے حسن، فطری مظاہر اور جغرافیائی تنوع کو نہایت باریک بینی سے بیان کرتے ہیں۔ ان کی تحریری مہارت ایسی منظر نگاری پیدا کرتی ہے کہ قاری خود کو اسی ماحول کا حصہ محسوس کرنے لگتا ہے۔

"تہذیب و معاشرت کی عکاسی سفر نامے کا ایک لازمی جز ہے جب تک سفر نامے میں کسی خطے میں رہنے والوں لوگوں کی زندگی، طرزِ زندگی، اُن کا بود و باش، اُن کے رسوم رواج کا کماحقہ ذکر نہ ہو سفر نامہ کی حیثیت محض ایک کاغذی تحریر سے کچھ زیادہ نہیں۔ مستنصر حسین تارڑ سفر نامے کے اس پہلو اور اس ضرورت سے اچھی طرح آگا ہ ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کسی خطے کی سماجی، ثقافتی اور تہذیبی حالات و واقعات کا ایک آزاد نقاد کی حیثیت سے جائزہ لے کر ضبط تحریر میں لاتے ہیں۔ وہ کسی معاشرے یا خطے کی تہذیبی و ثقافتی ورثے کو اُجاگر کرنے کے لیے مختلف وسیلوں کا سہارا لیتے ہیں۔ کبھی وہ مروجہ حکایات سے اپنے سفر ناموں کو مزیّن کرتے ہیں تو کبھی رسوم و رواج، عقائد، زبان، مذہبی رجحانات اور مختلف پیشوں سے اپنی بات کو مؤثر بناتے ہیں۔"21

کوئی بھی تحریر ماحولیاتی پہلوؤں سے الگ نہیں رہ سکتی کیونکہ ماحول انسانی زندگی کا بنیادی جزو ہے۔ ادب میں فطرت، معاشرت اور انسانی رویّے باہم جڑے ہوتے ہیں اس لیے ماحول ہر تخلیق میں کسی نہ کسی صورت نمایاں ہوتا ہے۔ یوں ماحولیاتی شعور نہ صرف تحریر کو معنویت بخشتا ہے بلکہ قاری کو فطرت سے تعلق کا احساس بھی دلاتا ہے۔

5۔ ماحولیات کی شکست و ریخت و متاثرات:

ماحولیاتی آلودگی اور شکست و ریخت سے مراد قدرتی نظام اور ماحول کے توازن کا بگڑ جانا ہے جس میں ہوا، پانی اور زمین اپنی اصل پاکیزہ حالت کھو دیتے ہیں۔ یہ صورتحال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسانی سرگرمیاں جیسے صنعتی دھواں، کچرے کا بے جا پھیلاؤ اور درختوں کی کٹائی ماحول کو متاثر کرتی ہیں۔ نتیجتاً قدرتی توازن متاثر ہو کر ماحول انسانی اور حیاتیاتی زندگی کے لیے نقصان دہ بن جاتا ہے۔ ماحول کو آلودہ کرنے میں بہت سے عناصر شامل حال ہیں۔ ابرار احمد ماحول اور اس کی آلودگی کے متعلق رقم طراز ہیں کہ

"ماحول کے آلودگی ہوا، پانی اور زمین کی طبعی کیمیائی یا حیاتی خصوصیات نے غیر ضروری اور نہ چاہی تبدیلی کا نام ہے جو انسانی حیوانی نباتاتی زندگی کے لیے خطرہ ہو اور ماحول میں مضر صحت و حیات فاضل مادہ جات کا دخول اور جمع ہونا ماحول کی آلودگی کہلاتا ہے۔"22

عبدالسلام اپنے سفر نامے "گلگت سے کاشغر دور نہیں" میں شمالی علاقہ جات کے ایک انتہائی نازک مسئلے جو ماحول کے لیے بھی بہت خطرناک ہے کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں:

"سانحہ کوہستان کے بعد سانحہ لولوسر۔۔۔ اس کے بعد گلگت میں اتحاد چوک کے قریب اہل سنت والجماعت کی طرف سے نکالی گئی ایک پرامن احتجاجی ریلی پر بم بلاسٹ اور پھر واقعہ چلاس کے بعد گلگت کے حالات غیر معینہ مدت تک انتہائی سنگین صورتحال اختیار کر گئے۔"23

عبدالسلام ناز مزید لکھتے ہیں:

"کوہستان کے افسوسناک واقعے کے بعد لولوسر میں پیش آنے والے سانحے نے پورے علاقے کے حالات کو مزید کشیدہ کر دیا۔ ان پے در پے حادثات نے نہ صرف انسانی زندگی کو متاثر کیا بلکہ علاقے کے پُرسکون ماحول اور فطری توازن کو بھی شدید دھچکا پہنچایا جس سے لوگوں میں خوف اور بے چینی پھیل گئی۔ اس کے بعد گلگت میں اتحاد چوک کے قریب ایک پُرامن احتجاجی ریلی کے دوران دھماکے اور چلاس کے واقعے نے صورتحال کو مزید بگاڑ دیا۔"24

ماحولیات کسی بھی خطے کا بنیادی حصہ ہے لیکن انسانی اور بعض قدرتی عوامل اس کے توازن کو بگاڑ دیتے ہیں۔ جب زمین، ہوا اور پانی میں غیر متوازن تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں تو ماحول کی شکستگی جنم لیتی ہے جس کے نتائج اکثر تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ اقتباس میں ایک قدرتی تالاب کے پرسکون ماحول کو دکھایا گیا ہے جو اچانک ایک زوردار دھماکے سے متاثر ہو جاتا ہے۔ یہ واقعہ اس بات کی علامت ہے کہ غیر ذمہ دارانہ انسانی سرگرمیاں نہ صرف فطری سکون کو درہم برہم کرتی ہیں بلکہ ماحول کو آلودہ اور غیر محفوظ بھی بنا دیتی ہیں۔

شمالی علاقہ جات کے سفر نامہ نگاروں کے ہاں ماحولیات ایک کثیر الجہتی موضوع کے طور پر سامنے آتی ہے جہاں فطرت، انسانی زندگی اور ثقافتی عناصر باہم جڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ بالخصوص سلمیٰ اعوان، مستنصر حسین تارڑ اور عبدالسلام ناز کے ہاں شمالی علاقوں کی قدرتی خوبصورتی، وادیوں کی دلکشی، بازاروں کی رونق اور مقامی لوگوں کے طرزِ زندگی کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ سلمیٰ اعوان اپنی تحریروں میں فطرت کے حسن کے ساتھ ساتھ ثقافتی اور مذہبی پہلوؤں کو بھی باریک بینی سے اجاگر کرتی ہیں جس سے ماحول ایک مکمل سماجی و جذباتی تجربہ بن جاتا ہے۔

اسی طرح مستنصر حسین تارڑ اپنے منفرد اسلوب میں گلگت، بلتستان، اسکردو اور دیگر شمالی خطوں کے جغرافیائی حسن، تہذیب و ثقافت اور قدرتی مناظر کو نہایت مہارت سے بیان کرتے ہیں جہاں ماحول صرف منظر نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت بن جاتا ہے۔ عبدالسلام ناز کے ہاں بھی شمالی علاقوں کی معاشرت، معیشت اور فطری وسائل کو ماحول کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش ملتی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ سفر نامہ نگار ماحولیات کو صرف قدرتی مناظر تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اسے انسان، ثقافت اور معاشرت کے باہمی ربط کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1. قرآن کریم۔ سورہ الرعد۔ آیت 24 ۔
2. اظہار الحق، محمد۔ دیوارِ آب۔ اسلام آباد: ابلاغ، 1982ء، ص42۔
3. عبدالسلام ناز۔ محاذ کی جانب۔ گلگت: دی نارتھ پبلی کیشنز، اگست 2001ء، ص32۔
4. عبدالسلام ناز۔ گلگت سے کاشغر دور نہیں۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، س ن، ص38۔
5. مستنصر حسین تارڑ ۔ دیوسائی۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، س ن، ص116۔
6. القرآن کریم، سورہ الرعد، آیت 3-4۔
7. ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ الربی القزونی سنن ابن ماجہ شریف مترجم حضرت علامہ وحید الزماں خان، لاہور : الحدیث اکادمی، س ن، ص 158۔
8. مستنصر حسین تارڑ۔ رتی گلی۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، س ن، ص196 ۔
9. مستنصر حسین تارڑ۔ کیلاش۔ لاہور :سنگ میل پبلیکیشنز، س ن، ص95۔
10. عبدالسلام ناز۔ گلگت سے کاشغر دور نہیں۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، س ن، ص44۔
11. مستنصر حسین تارڑ۔ کیلاش۔ ایضاً، ص45۔
12. سلمیٰ اعوان۔ سندر چترال ۔ لاہور: فیصل ناشران وتاجران، س ن، ص17۔
13. مستنصر حسین تارڑ۔ کیلاش۔ ایضاً، ص70۔
14. ایضاً، ص55۔
15. سلمیٰ اعوان۔ سندر چترال۔ لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، س ن، ص56۔
16. ایضاً، ص41۔
17. سلمیٰ اعوان۔ میرا گلگت وہنزہ۔ لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، س ن، ص46۔
18. سلمیٰ اعوان۔ سندر چترال۔ ایضاً، ص44۔
19. ایضاً، ص59۔
20. مستنصر حسین تارڑ۔ شمشال بے مثال۔ ایضاً، ص50 ۔
21. احمد اقبال۔ مستنصر حسین تارڑ کے شمالی علاقہ جات کے سفر ناموں کے فکری محاسن۔ پشاور: خیابان، 2012ء، ص65
22. ابرار احمد۔ ماحول اور انسان۔ ادبی نکھار، اگست 2015ء، ص4۔
23. عبدالسلام ناز ۔ گلگت سے کاشغر دور نہیں۔ ایضاً، ص52۔
24. ایضاً، ص97۔